# ۶۔ صحنِ چمن کی سیر

F1KIPR

عادلؔ ناگپوری

**پہلی بات :** مثنوی اُردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے جس میں مسلسل اشعار کے ذریعے کسی واقعے یا منظر وغیرہ کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔مثنوی کے اشعار ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ ہر شعر میں مختلف قافیوں کی وجہ سے اس نظم میں طویل قصے کو با آسانی بیان کیا جاسکتا ہے۔مثنوی میں عجیب وغریب قصے،عشق ومحبت کی کہانیاں، جنگ،مہم جوئی کے حالات وغیرہ بیان کیے جاتے ہیں۔

ہماری مثنویوں میں فطرت کی خوب صورتی کو بھی طرح طرح سے بیان کیا گیا ہے۔شعرا نے خاص طور پر باغات کی رنگارنگی کو اشعار میں اس طرح پیش کیا ہے کہ درختوں، پھولوں،نہروں اور روشوں کی تصویریں سامنے آجاتی ہیں۔ہم باغ میں چلنے والی ہواؤں اور پھولوں کی مہک کومحسوس کرنے لگتے ہیں۔ذیل کے اشعار میں باغ کی جومنظر نگاری کی گئی ہے، وہ گل ولالہ،نسیم وشمیم اور پرندوں کی چہکار سے بھری ہوئی ہے۔

**جان پہچان :** عادلؔ ناگپوری کا اصل نام سیّد عبدالعلی تھا۔ وہ ۱۸۲۳ء میں ناگپور میں پیدا ہوئے۔ دینیات کی ابتدائی تعلیم انھوں نے گھر میں حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے لیے انھوں نے اپنے زمانے کے بڑے عالموں کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا۔ عادلؔ رگھوجی راجے سوم کے انتظامیہ میں ملازم بھی رہے۔انھوں نے ۱۸۹۴ء میں وفات پائی۔ فارسی میں بھی عادلؔ کی کئی کتابیں ہیں۔ درج ذیل مثنوی ان کے کلیات سے لی گئی ہے۔

خیال آیا یک روز صحنِ چمن کا ۔۔۔ ہوا میلِ دِل دیدِ سرو و سمن کا
کہا دل نے اب تا کجا بند رہیے ۔۔۔ کہاں تک بھلا گھر میں پابند رہیے
گریبانِ خاطر نہ صد پارہ کیجے ۔۔۔ بہارِ گل و لالہ نظارہ کیجے
نسیمِ سحر عطر بیزِ چمن ہے ۔۔۔ ہوا مستِ مینائے بوئے سمن ہے
طراوت دہِ دل ہے فصلِ بہاراں ۔۔۔ ہوا لطف بخشندۂ جانِ یاراں
گل و غنچہ ہے صورتِ جام و مینا ۔۔۔ روش عکسِ سبزہ سے جوں نقشِ مینا
صفیرِ عنادل ملالت ربا ہے ۔۔۔ خیاباں میں مستانہ پھرتی صبا ہے
ہوئی ختم تقریر جب دل کی یکسر ۔۔۔ خرد نے کہا مجھ سے آشفتہ ہوکر
کہ اے بے خبر ، ابلہ و سخت ناداں ۔۔۔ کبھی دل کی تقریر سے ہو نہ شاداں
حقیقت ہے سیرِ چمن دلربا ہے ۔۔۔ ولے اس کو جو اہلِ برگ و نوا ہے
یہ گل گشت زیبا نہیں ہر گدا کو ۔۔۔ نہ ہر مفلسِ بندِ دامِ عنا کو
اگر یوں ہی منظور ہے سیرِ گلشن ۔۔۔ ہے مطلوب سمعِ صفیرِ نوا زن
ذرا چل کے اب دیکھ دربار اس کا ۔۔۔ کہ کیسا ہے محفل کا گلزار اس کا

جسے دیکھ پیرِ فلک با قدِ خم
ادب سے کھڑا بہرِ مجرا دمادم

**خلاصہ :** ایک دن شاعر کو صحنِ چمن کا خیال آیا۔ اس کے دل میں سرو اور سمن کے درختوں اور پھولوں کو دیکھنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ دل نے اس سے کہا کہ آپ کب تک یونہی گھر میں بند رہیں گے؟ اپنی طبیعت پر ملال طاری مت کیجیے اور گل و لالہ کی بہار کا نظارہ کیجیے جہاں صبح کی ٹھنڈی ہوا چمن کو خوشبو سے معطر کر رہی ہے اور خود سمن کے پھولوں کی خوشبو سے مست ہوئی جا رہی ہے یعنی وہ نسیم جو بصیرت کے باغ میں چلتی ہے اور خوشبودار سانسوں والی ہے جو ہستی کے باغ کے پھول کی خوشبو ہے۔ بہار کا موسم دلوں کو تازگی عطا کر رہا ہے اور ہوا دوستوں کی جان کو لطف بخش رہی ہے۔ شاعر کا دل پھولوں اور کلیوں کو جام اور مینا کی تشبیہ دیتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ راستہ ہریالی کی وجہ سے ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی صراحی پر نقاشی کی گئی ہو۔ بلبلوں کی آواز غم کی کیفیت کو ختم کرنے والی ہے اور خیاباں میں صبا اپنے آپ میں مست ہو کر گھومتی پھر رہی ہے۔

جب دل نے اپنی یہ تقریر ختم کی تو عقل نے پریشان ہو کر شاعر کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے بے خبر! تو بے وقوف اور نادان ہے جو دل کی باتیں سن کر خوش ہو رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ باغ کی سیر دل کو لُبھانے والی ہے لیکن صرف اسی کے لیے جو مالدار اور امیر ہے۔ یہ کسی غریب، فقیر اور دکھ درد کے جال میں پھنسے مفلس کو زیب نہیں دیتی۔ اگر تجھے گلشن کی سیر کرنی ہی ہے اور پرندوں کی چہچہاہٹ کو سننا ہے تو پھر چل کر اس کا (ناگپور کے راجا رگھوجی راؤ بھوسلے کا) دربار اور اس کی محفل کے گلزار کو دیکھ جس کو دیکھ کر اتنا قدیم آسمان جھک کر کھڑا ہے اور ادب سے اسے مسلسل سلام کر رہا ہے۔

## معانی و اشارات

| | | |
|---|---|---|
| میلِ دل | - | دل کی چاہت |
| دیدِ سرو و سمن | - | سرو کے درخت اور چنبیلی کے پھولوں کو دیکھنا |
| تا کجا | - | کب تک |
| گریبانِ خاطر | - | مراد طبیعت |
| صد پارہ | - | سو ٹکڑے |
| عطر بیزِ چمن | - | باغ میں عطر جیسی خوشبو پھیلانے والا |
| مست مینائے بوئے سمن | - | یاسمین (چنبیلی) کے پھولوں کی خوشبو سے مست |
| لطف بخشندۂ جانِ یاراں | - | دوستوں کی جان کو لطف دینے والا |
| صفیرِ عنادل | - | بلبلوں کی آواز |
| ملالت ربا | - | ملال کو ختم کرنے والا |
| خیاباں | - | کیاری |
| آشفتہ | - | پریشاں |
| ابلہ | - | بے وقوف |
| اہلِ برگ و نوا | - | مال و متاع والے، امیر |
| گل گشت | - | باغ کی سیر |
| زیبا | - | اچھی لگنے والی، مناسب |
| مفلسِ بندِ دامِ عنا | - | دکھ درد کے جال میں پھنسا غریب |
| مطلوب | - | مقصود |
| سمعِ صفیرِ نوا زن | - | چہچہاہٹ کی آوازوں کو سننا |
| قدِ خم | - | جھکا ہوا قد |
| بہرِ مجرا | - | سلامی کے لیے |
| دمادم | - | مسلسل |

* **نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

۱۔ شاعر کے تعارف کے لیے ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

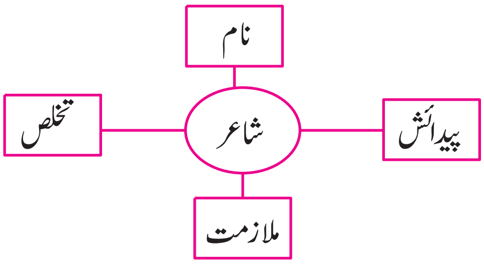


۲۔ شاعر کے لیے دل کا مشورہ تحریر کیجیے۔

۳۔ دل کے مشورے کی وجہ مختصراً لکھیے۔

۴۔ چمن میں گل وغنچہ اور کیاریوں کی کیفیت بیان کیجیے۔

۵۔ چمن میں بلبل اور صبا کی حالت بیان کیجیے۔

۶۔ شاعر کو عقل کی دی ہوئی نصیحت قلم بند کیجیے۔

۷۔ عقل کے مطابق سیرِ چمن جن کے لیے ممنوع ہے، ان کے نام لکھیے۔

۸۔ نظم سے صنعتِ تشبیہ کا شعر تلاش کرکے لکھیے۔

۹۔ نظم میں ہوا، پھول اور باغ کے لیے استعمال کیے گئے دوسرے الفاظ لکھیے۔

۱۰۔ ذیل کے ہم معنی الفاظ نظم سے تلاش کرکے لکھیے :
خوشبو، پرندوں کی چہکار، تازگی، باگ ڈور، بلبل کی جمع، بار بار، فکرمند

۱۱۔ باغ کی جو منظر نگاری کی گئی ہے، وہ گل و لالہ، نسیم و شمیم اور پرندوں کی چہکار سے بھری ہے، اس بیان کو نظم کے حوالے سے ثابت کیجیے۔

۱۲۔ نظم سے زیرِ اضافت والی ترکیبیں تلاش کرکے لکھیے۔

* **نظم کی مدد سے ہوا کے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔**

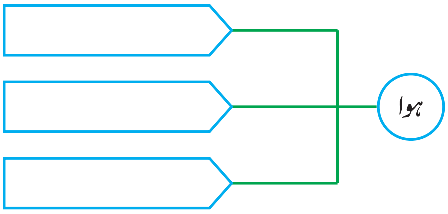


* **'گل' اس لفظ پر زیر، زبر اور پیش لگا کر لفظ لکھ کر معنی لکھیے۔**

* **دیے ہوئے فقروں کے لیے نظم سے مخصوص ترکیبیں لکھیے۔**

۱۔ صبح کی خوشبو دار ہوا

۲۔ باغ میں عطر جیسی خوشبو پھیلانے والا

۳۔ دوستوں کی جان کو لطف دینے والا

۴۔ مال ومتاع والے

۵۔ دُکھ درد کے حال میں پھنسا غریب

**اضافی معلومات**

## رگھوجی راؤ بھوسلے سوم

ناگپور گونڈ راجاؤں کا دارالخلافہ رہا ہے۔ بخت بلند شاہ، چاند سلطان، شاہ برہان شاہ، اکبر شاہ وغیرہ اہم گونڈ راجا ہو گزرے ہیں۔ چاند سلطان کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ رانی نے دشمنوں سے اپنی حکومت کی حفاظت کرنے کے لیے ایک مراٹھا سردار رگھوجی راؤ بھوسلے سے مدد چاہی۔ رگھوجی نے ناگپور پہنچ کر رانی کی بڑی مدد کی۔ اس عمل سے خوش ہو کر رانی نے رگھوجی کو اپنا تیسرا بیٹا تسلیم کر لیا اور حکومت کے تین حصے کرکے اپنے ہر بیٹے کو ایک ایک حصہ دے دیا۔ رگھوجی بھوسلے کے حصے میں ناگپور کا علاقہ آیا۔ یہیں سے ناگپور میں بھوسلے حکومت کی بنیاد پڑی۔ تقریباً ۱۲۵ برس یہ خاندان حکومت کرتا رہا۔ اس خاندان کے اہم راجاؤں میں رگھوجی بھوسلے اوّل، جانوجی بھوسلے، رگھوجی دوم اور رگھوجی سوم کے نام لیے جاتے ہیں۔ مثنوی 'صحنِ چمن کی سیر' میں اسی تیسرے بادشاہ کی وجاہت اور حکومت کا ذکر ہے۔ شاعر نے 'ذرا چل کے اب دیکھ دربار اس کا' میں اسی بادشاہ کے دربار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاعر خود رگھوجی بھوسلے سوم کے انتظامیہ میں ملازم تھے۔ انھوں نے اس مثنوی میں راجا کی انتظامی صلاحیتوں کی خوب تعریف کی ہے۔